جلد ۲۳ | مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۱۷ جون ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۹۲

سر فضل حسین سے مولوی ظفر علی کی ملاقات اور احرار

حال ہی میں لاہور کے ایک جلسہ عام میں احرار کو معاہدہ گجرات یاد دلاتے ہوئے جب یہ قرارداد پاس کی گئی۔ کہ "مسلمانان لاہور کا یہ عظیم الشان اجتماع مجلس احرار سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ میثاق گجرات کے مفہوم کا احترام کرتے ہوئے سات یوم کے اندر اندر مجلس اتحاد ملت کی مجلس عاملہ کے ساتھ مشورہ کر کے اس آل انڈیا کانفرنس کے انعقاد کی تیاریوں میں مصروف ہو جائے۔ اور اس کی تاریخ انعقاد کا اعلان کر دے۔ جس میں مسجد شہید گنج کی بازیابی کے لئے مسلمانان ہند کی خواہش کے مطابق مناسب لائحہ عمل تجویز کیا جائے" تو احرار کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور انہوں نے اس جلسہ کو منتشر کرنے۔ اور لڑائی جھگڑا پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ وہ نہ صرف بخوشی اس قرارداد کا خیر مقدم کرتے۔ بلکہ اسی قسم کی قرارداد خود پاس کر کے اتحاد ملت والوں سے مطالبہ کرتے۔ کہ جلد سے جلد وہ کانفرنس منعقد کریں۔ جو معاہدہ گجرات روح رواں ہے۔ اور جسے فریقین کی مصالحت کی بنیاد ہے۔

احرار کا یہ طریق عمل قابل مذمت ضرور ہے لیکن حیرت انگیز نہیں۔ کیونکہ قول و قرار کی پابندی وہ جانتے ہی نہیں۔ انہیں اپنی خاص اغراض کے ماتحت اتحاد ملت والوں سے مصالحت کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کے لئے انہوں نے متحدہ کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز بھی منظور کر لی۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ مصالحت ان کی اغراض پوری نہیں کر سکیگی تو جھٹ ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ اور بہانہ یہ بنا لیا۔ کہ مولوی ظفر علی نے سر فضل حسین سے ملاقات کیوں کی ہے۔ اول تو یہ "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" والی بات ہے۔ جب معاہدہ گجرات میں مولوی ظفر علی پر اس قسم کی کوئی پابندی عائد ہی نہیں کی گئی تھی۔ کہ انہیں اس وقت تک کسی سے ملنے اور گفتگو کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔ جب تک مجلس احرار سے اجازت نہ حاصل کر لیں۔ تو پھر مسٹر مظہر علی کو انعقاد کانفرنس سے پہلو تہی کرنے کیلئے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ مولانا ظفر علی اور کارکنان اتحاد ملت کا فرض تھا۔ کہ وہ گجرات سے واپس آکر کوئی طریق کار اختیار نہ کرتے جب تک مجلس احرار سے مشورہ نہ کر لیتے" دوسرے جب مولوی ظفر علی اور سر فضل حسین کی ملاقات احرار کے نزدیک کسی لحاظ سے بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اور وہ اس کی کوئی پروا نہیں کرتے جیسا کہ مسٹر مظہر علی نے لکھا ہے۔ کہ "آپ نہ سمجھیں۔ کہ ہم سر فضل حسین اور مولانا ظفر علی کے اس راز دارانہ اتحاد عمل سے خائف ہیں" تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود بار بار کے مطالبہ کے مشترکہ کانفرنس منعقد کرنے کی طرف رخ نہیں کرتے۔

کہنے کو تو احرار کے جنرل سکرٹری مسٹر مظہر علی یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ "اب نہ صرف مسجد شہید گنج کے حصول کی خاطر کانفرنس منعقد کر کے لائحہ عمل تجویز کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہیں۔ بلکہ وہ مولوی ظفر علی صاحب کا راز درون پردہ فاش کرنے کے لئے بھی اس کی ضرورت بتاتے ہیں۔ جیسا کہ خود لکھتے ہیں۔ کہ "اگر آج مولانا ظفر علی خاں گھر میں بیٹھ کر مہر خاموشی لبوں پر لگا سکتے ہیں۔ تو مشترکہ کانفرنس میں قوم خود ان سے مطالبہ کریگی۔ کہ وہ راز درون پردہ کو فاش کرنے کی زحمت گوارا کریں" لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کی کانفرنس کے نام سے ان کی روح کانپتی ہے۔ اور وہ اپنی ساری کوشش اور سعی اس سے بچنے کے لئے کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بار بار سر فضل حسین سے مولوی ظفر علی کی ملاقات کو آڑ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اس ملاقات کو جس معاہدہ کے خلاف قرار دیا جا رہا ہے اسکی بنیاد اسی امر پر ہے۔ جو مولوی ظفر علی صاحب کو کشاں کشاں سر فضل حسین کی خدمت میں لے گیا۔ گزشتہ سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں احرار نے مولوی ظفر علی ان کے بیٹے۔ اور ان کے اخبار کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اور جس قدر نقصان پہنچایا۔ وہ کوئی معمولی بات نہیں محسن کشی کی نہایت ہی شرمناک مثال ہے۔ لیکن باوجود اس کے مولوی ظفر علی نے احرار سے مصالحت کر لی۔ اور محض اس لئے کر لی۔ کہ مجلس احرار مسجد شہید گنج کی واگزاری کی جد و جہد میں شریک ہونے کا اقرار کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اب اگر مولوی ظفر علی اس مقصد اور مدعا کی خاطر احرار ایسے کمینہ فطرت معاندین سے مصالحت کر سکتے۔ اور ان کی طرف سے ہر قسم کی تذلیل و تحقیر ہونے کے باوجود اس مصالحت پر قائم رہ سکتے ہیں۔ تو سر فضل حسین صاحب ایسے مدبر اور فرزانہ انسان سے مسجد شہید گنج کی واگزاری کے سلسلہ میں ان کا ملاقات کرنا کیوں کر جرم بن سکتا ہے۔ اور یہ امر مشترکہ کانفرنس کے انعقاد میں کس طرح روک بنایا جا سکتا ہے۔ مولوی ظفر علی نے اس جلسہ عام میں جس میں لفظ پرا حراری لونڈے ان کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خوب کہا کہ "خدا کی قسم مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مولانا مظہر علی اظہر سے سر فضل حسین ہزار درجہ اچھے ہیں یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہزار درجے اچھے انسان سے تو مسجد شہید گنج کے متعلق گفتگو کرنا جرم بن جائے لیکن بدترین انسانوں سے مصالحت کرنا کار ثواب سمجھا جائے۔ مولوی ظفر علی نے اسی سلسلہ میں کہا "اگر مجھے چھوٹو رام فضل حسین گورنر پنجاب یا اور کوئی شخص خواہ وہ کوئی ہو مسجد دلانے کا وعدہ کرے۔ اور اس امر کا یقین دلائے تو میں اس کے پاس جانے کو تیار ہوں"

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ مولوی ظفر علی کو مسجد شہید گنج واگزار کرانے کی پوری لگن ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب وہ احرار ایسے معاندین کے پاس اس مقصد کی خاطر جا سکتے ان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی روانگی

قادیان ۱۵ جون - آج سوا پانچ بجے بعد دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ موٹر بغرض تبدیل آب و ہوا چند دنوں کے لئے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا ؛

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۴ و ۱۵ جون ۱۹۳۶ء کو بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے ؛

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	میرزا بشارت احمد صاحب	انبالہ	۶	غلام قادر صاحب	ضلع لودہانہ
۲	اللہ وسائی صاحبہ	ضلع مظفر گڑھ	۷	مسماۃ بخشی صاحبہ	" "
۳	شیخ ابو الحسن صاحب	" بھاگلپور	۸	قمر الدین صاحب	" گورداسپور
۴	امیر بخش صاحب	" ڈیرہ غازیخان	۹	ولی محمد صاحب	" لاہور
۵	بی بی چنن خاتون صاحبہ	" "	۱۰	محمد الدین صاحب	" گجرات

درخواست ہائے دعاء

۱- خاکسار کی اہلیہ کو دو تین یوم افاقہ رہنے کے بعد پھر بخار ہو گیا ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد علی گوجرانوالہ (۲) میری خوشدامن صاحبہ بعارضہ بخار و کھانسی دیرینہ علیل ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ سید احمد وکیل۔ رام پور (۳) میرے لڑکے سید ضیاء الحسن نے ایف۔ ایس۔ سی میڈیکل اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب کے لڑکے عبد العزیز نے ایف۔ ایس۔ سی نان میڈیکل کا امتحان امسال اسلامیہ کالج پشاور سے پاس کیا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ خاکسار سید ظہور الحسن۔ بنوں ؛

مقامی خریداران الفضل کو ضروری اطلاع

جن مقامی خریداران الفضل کا چندہ ختم ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ مہربانی فرما کر اپنا چندہ دفتر میں پہنچا دیں۔ یا اس کارکن کو باخذ رسید ادا کر دیں۔ جو روزانہ انکو اخبار پہنچاتا ہے۔ جن کی طرف سے بیس جون ۳۶ء تک قیمت وصول نہ ہوگی انکے نام پرچہ بند کر دینا پڑیگا۔ اور بقایا کی وصولی کیلئے کوشش کی جائیگی (مینیجر)

قادیان کے احرار کی ایک نئی شرارت

قبرستان سے جبراً روکنے اور فساد کرنے پر آمادگی

قادیان ۱۵ جون - آج محلہ دارالرحمت میں دو خورد سال احمدی بچے فوت ہو گئے جنہیں حسب معمول قریب کے قبرستان میں جہاں پہلے بھی احمدی اپنے مردے دفن کرتے چلے آئے ہیں۔ دفن کرنے کا انتظام کیا گیا۔ ایک بچہ دفن کیا جا چکا تھا۔ اور دوسرا کیا جا رہا تھا۔ کہ کئی بار کا سزا یافتہ جمن احراری وہاں پہونچ گیا۔ پولیس کے چند باوردی اور بے وردی کانسٹیبل بھی آ گئے۔ جمن بچہ کے دفن ہونے میں مزاحمت کرنا چاہتا تھا کہ سنا گیا ہے۔ پولیس والوں نے اسے کہا۔ تم اکیلے کیا کر سکتے ہو اس پر جمن نے کہا میں اکیلا ہی ان سب کے لئے کافی ہوں۔ اس اثناء میں اور احراری بھی آ گئے جن کا سرغنہ ماموں کشمیری تھا۔ اس نے کدال ہاتھ میں پکڑ کر احمدیوں سے کہنا شروع کر دیا۔ کہ اکھاڑو اپنے مردے۔ ورنہ ہم اکھیڑ کر باہر پھینک دیں گے۔ چونکہ احراری فساد پر بالکل آمادہ تھے۔ اور احمدی اپنا کام ختم کر چکے تھے۔ اس لئے احمدی واپس آ گئے ؛

یہ قبرستان قادیان کے مغل خاندان کی ملکیت ہے۔ جو تمام کا تمام احمدی ہے۔ اور اس سے قبل ہمیشہ سے احمدیوں کے فوت ہونیوالے بچے اور بڑے وہاں دفن کئے جاتے رہے ہیں۔ اب احرار کی مزاحمت خاص فتنہ و فساد کی غرض سے ہے۔ اور وہ کھلم کھلا کہہ رہے ہیں۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ احمدی کی لاش کو اس قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں گے۔ ان کے بد ارادوں کے پیش نظر خطرہ ہے کہ وہ دفن شدہ احمدی بچوں کی لاشوں کی بے حرمتی نہ کریں۔ حکام کو اس شرارت کے انسداد کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ اس بارے میں پولیس کو مفصل اطلاع دے دی گئی ہے ؛

سنا گیا ہے کہ احرار نے پولیس میں اطلاع دی ہے۔ کہ احمدیوں نے بچوں کی لاشیں اچھی طرح دفن نہیں کیں۔ اس لئے اگر کتوں نے ان کو نکال کر باہر پھینک دیا۔ تو اس کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔ لیکن یہ شرارت کرنے کے لئے پیش بندی کی گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ پوری طرح فساد پر تلے ہوئے ہیں اگر حکام نے فوری انتظام نہ کیا۔ تو سخت فساد کا خطرہ ہے ؛

ڈکٹیٹر احرار کا "فلسفہ ختم نبوت"

کیا کوئی احراری قرآن و حدیث سے صحیح ثابت کر سکتا ہے؟

روزنامہ "ہلال" بمبئی کی اشاعت ۹ جون میں چوہدری افضل حق احراری ڈکٹیٹر کا ایک پرانا مضمون بعنوان "فلسفہ ختم نبوت" نقل کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی لغویت پہلے بھی ثابت کی جا چکی ہے۔ لیکن میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مضمون پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی کہ ایک طرف تو یہ لوگ احمدیت کی دشمنی میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں۔ کہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم تو ایک طرف انسانیت تک کو خیرباد کہہ کر شرمناک سے شرمناک حرکات سلسلہ حقہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اس عِلم کلام اور اس فلسفہ کا جو اس زمانہ کے سلطان القلم نے اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ سرقہ کر کے اپنی ذلت و رسوائی پر خود مہر ثبت کر رہے ہیں:

جماعت احمدیہ کے امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اس حقیقت کا کئی دفعہ اظہار فرما چکے ہیں۔ کہ لفظی طور پر گو مخالفین احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اقرار نہ کریں۔ لیکن اپنے اعتقادی تغیر سے وُہ یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ کی ان میں تاب نہیں۔ ان کی قلمیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ان کی زبانیں گنگ ہیں۔ اور ہاتھ شل ہیں۔ پس وُہ نہ صرف یہ کہ اس عظیم الشان مصلح کے دلائل کو توڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے رویہ سے اپنے عقائد میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ بلکہ اسلام کی صداقت وحقانیت کو صحیح طور پر پیش کرنے کے لئے انہیں وُہ دلائل پیش کرنے کی ہمت ہی نہیں جن پر ان کے علماء کہلانے والوں کو ناز تھا۔ بلکہ اگر کوئی معقول بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر گر کر ہی ان کو حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ اسی مضمون میں چودھری افضل حق نے اسلام کے عالمگیر اور کامل مذہب ہونے کے متعلق جن امور کا ذکر کیا ہے وُہ بعینہٖ وُہ ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مثالیں بھی وہی ہیں۔ جو احمدیوں کے بچے بچے کو خدا تعالےٰ کے فضل سے ازبر ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔ کہ:۔

"تمام دُنیا نہ صرف ایک ملک قرار پا گیا۔ بلکہ زمانے کی ترقی نے دُور دراز ملکوں کو شہر کا محلہ بنا دیا۔ برسوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہونے لگی عقل نے خوب دیکھ بھال کے کہا۔ کہ اللہ اللہ اب تو دُنیا ایک ملک اور ایک قوم کا حکم رکھتی ہے"

پھر آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی درج کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"بچہ جوں جوں عمر میں ترقی کرتا ہے اس کے نشوونما کے مطابق آئے سال کپڑے سلوائے جاتے ہیں۔ پچھلے سال کا لباس آئندہ سال اسے تنگ ہو جاتا ہے۔ تا آنکہ وُہ جوان ہو جاتا ہے۔ اور جوان کا لباس بڑھاپے تک قامت پر درست آتا ہے۔ اسی طرح انسان عمر کے مختلف مدارج طے کر چکا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انسانیت نشوونما پا کر جوان ہو گئی۔ اسلام کا جامہ تا قیامت تنگ نہ ہوگا"

خدا کی شان چودھری افضل حق نے یہ مضمون تو اس لئے لکھا۔ کہ لوگوں کو احمدیت سے متنفر کرے۔ لیکن دراصل مضمون کا یہ حصہ پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اور بھی زیادہ ایمان اور یقین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ احمدیت کی مخالفت میں کینہ سے کمینہ حرکات کرنے والی ایک پارٹی کا سرغنہ بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ وُہ احمدیت کی تعلیم کو اپنے نام سے دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے یہ اثر ڈالنے کی کوشش کرے۔ کہ یہ اس کے دماغ کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ وُہ باتیں اور مثالیں ہیں۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی روشنی میں ہمارے سکولوں کے بچے بھی پیش کرتے ہیں:

مضمون کے دُوسرے پہلو پر ڈکٹیٹر احرار نے جو خامہ فرسائی کی ہے۔ اس میں ایسی لغزش کھائی ہے۔ کہ اس خود ساختہ "فلسفہ" کو نہ تو خود فلاسفر صاحب اور نہ کوئی اور احراری قرآن وحدیث سے صحیح ثابت کر سکتا ہے۔ مثلاً لکھا ہے:۔

"محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معلم اعلےٰ بنا کر بھیجے گئے۔ دُنیا کو بشارت دی گئی۔ کہ انسان اب تعلیم کے درجے ختم کر کے تحقیق کے درجہ میں داخل ہوگا۔ اب نئے نئے معلموں کی ضرورت نہ رہے گی۔ .... بنی نوع انسان ارتقار کی منازل کو طے کرتا اب اس درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ کہ اسے پختہ کار کہا جائے .... اب راہنماؤں کی کوئی ضرورت نہیں۔ .... انسانیت طفولیت سے نکل کر شباب کو پہنچ گئی ہے۔ نبی بنی نوع انسان کا اُستاد ہوتا ہے۔ پختہ سال اور پختہ کار انسان کو اب اتالیق کی ضرورت نہیں"

خلاصہ اس "فلسفہ" کا یہ ہے کہ چونکہ بنی نوع انسان نے ترقی کے منازل کو طے کر لیا ہے۔ اور انسانیت اپنی پختہ سالی کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اب کسی نئے اُستاد کی ضرورت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا:

افسوس ہے۔ یہ "فلسفہ" بیان کرتے ہوئے چودھری افضل حق نے یہ بات فراموش کر دی۔ کہ نبی کے آنے کی غرض ذہنی ارتقار کے مطابق صرف تعلیم دینا ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک بہت بڑی غرض اپنا اسوہ پیش کر کے بنی نوع انسان کے نفوس کا تزکیہ بھی ہوتی ہے۔ اگر مضمون نگار کو قرآنی تعلیم سے کچھ بھی مس ہوتا۔ تو وُہ ایسی فاش غلطی نہ کرتا۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ بنی نوع انسان کی ذہنی لحاظ سے تمام ترقیات کو اسلام نے مدنظر رکھا ہے۔ اور اب کسی نئی تعلیم کی ضرورت نہیں۔ تو یہ بالکل صحیح ہوگا۔ اور یہی وُہ اسلامی تعلیم ہے۔ جس کو احمدیت باذ لائل دُنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اب نبیوں کا آنا بند ہو چکا ہے۔ اس بات کے مترادف ہے۔ کہ بنی نوع انسان عملی لحاظ سے بھی پختہ کار ہے۔ حالانکہ اعمال کے لحاظ سے انسانیت بجائے ترقی کے تنزل پر ہے۔ اس صورت میں یہ کہنا کہ اب کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ درست نہیں:

آؤ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ ہمارا بیان کردہ فلسفہ صحیح ہے۔ یا ڈکٹیٹر احرار کا۔ قرآن پاک کی طرف رجوع کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو برمحل اور بروقت ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہ تری اور خشکی میں فسادات کا رونما ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ نبی ضرورت کے موقعہ پر آیا۔ گو ممکن ہے کہ قوموں نے ذہنی لحاظ سے پہلے کی نسبت کچھ ترقی کر لی ہو۔ لیکن ان کی عملی حالت اس بات کا تقاضا کر رہی تھی۔ کہ اس کی اصلاح کے لئے ایک عظیم الشان نبی مبعوث کیا جائے:

پھر فرمایا:۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ کہ خدا تعالےٰ نے عرب لوگوں میں جو اپنا رسول بھیجا۔ تو اس سے ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ ان کو پاک انسان بنا دے۔

بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے نبی بے شک نئی تعلیم بھی دیتے رہے لیکن نبیوں کے واسطہ سے تعلیم دینے کا مقصد ہی یہ تھا۔ کہ وُہ دُنیا کے سامنے عملی نمونہ پیش کریں

تا لوگ ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے نفوس کی اصلاح کر سکیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لئے نیک نمونہ ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے امتِ محمدیہ میں مجدد ہوئے۔ محدث ہوئے۔ مسیح اور مہدی کی آمد کا وعدہ دیا گیا۔ ڈکٹیٹر احرار کا فلسفہ درست ہوتا۔ تو نبی کیا۔ پھر تو کسی مجدد و محدث کی بھی ضرورت نہ تھی۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کہ خدا تعالےٰ ہر صدی کے شروع میں مجدد مبعوث کریگا۔ جو دین اسلام کو اس کی اصل صورت میں پیش کریگا۔ پھر آخری زمانہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ھٰؤلاء۔ کہ جب ایمان آسمان پر اُٹھ جائے گا۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ کے مطابق قرآن مجید کے صرف حروف باقی رہ جائیں گے۔ اور اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ تو ایک فارسی النسل انسان پھر ایمان اور اسلام قائم کرے گا۔ نیز ایک مسیح کا وعدہ دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم۔ کہ تمہارا کیا اچھا حال ہوگا۔ جب تم میں ابن مریم نزول کرے گا۔ اور ثم یھبط نبی اللّٰہ عیسٰی و اصحابہ۔ کہ خدا تعالےٰ کا نبی عیسٰی اور اس کے اصحاب نزول کرینگے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وعد اللّٰہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کہ خدا تعالےٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے کہ جس طرح وہ پہلے خلفاء بناتا رہا۔ اسی طرح ان کو بھی بنائے گا۔

تعجب ہے۔ کہ قرآن و حدیث کے صریح ارشادات کے ہوتے ہوئے جن کی واقعات بھی تصدیق کر رہے ہیں۔ احرار کے لیڈر نے کس طرح یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اب کسی ربانی مصلح کی ضرورت نہیں۔ اور کس بناء پر یہ لکھنے کی جرأت کی۔ کہ "دنیا کے بسنے والے انسانو! تمہیں مبارک ہو۔ کہ اب تم اس قابل سمجھے گئے ہو۔ کہ تم اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکو۔ خود سر جوڑ بیٹھو۔ اپنے نفع و نقصان کو سوچو۔ مسلمانو! یاد رکھو۔ آڑے وقت اجتماع امت کو رحمت سمجھو"۔ کیا کوئی قرآن و حدیث کو جاننے والا احراری اس فلسفہ پر روشنی ڈالیگا۔ اور پھر کیا واقعات سے ثابت کرے گا۔ کہ اب دنیا کے لوگ عموماً اور مسلمان کہلانے والے خصوصاً اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ اب الٰہی سنت کے مطابق انہیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اور امام مہدی کی آمد کا عقیدہ بالکل غلط ہے۔

اگر کہا جائے۔ کہ مجدد و محدث اس لئے آسکتے ہیں۔ کہ ان کے آنے سے وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ لیکن نبیوں کے آنے سے افتراق لازمی ہے۔ اس لئے "محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ کر کے آئندہ نسل انسانی کو مزید گروہوں میں تقسیم ہونے سے بچا لیا"۔ تو اس کے متعلق ہمارا وہی جواب ہے۔ جس کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف تو آنے والے کو نبی کے نام سے موسوم فرما کر اور دوسری طرف لا نبی بعدی کہہ کر اشارہ فرمایا۔ کہ ایسے نبی کا آنا ممتنع ہے۔ جو شریعتِ محمدیہ کے کمال میں رخنہ ڈالنے والا ہو۔ لیکن جو آپ کی اطاعت کر کے مقامِ نبوت کو حاصل کرے اور اسلامی شریعت پر عمل پیرا ہو۔ اس کا آنا نہ صرف افتراق پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ شانِ محمدی کو دوبالا کر کے اتحاد اور وحدت قائم کرنے والا ہے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین الآیہ ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اور اسی فلسفہ کے مطابق احادیث میں مسیح موعود کو نبی قرار دیا گیا ہے۔

پس اسلامی شریعت کے کامل و مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی نبی کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ تو وہی جو اپنی ساری زندگی اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی ان کو بلند کرنے کے لئے قربان کر دے۔ وہ غیروں سے دکھ اُٹھائے۔ اپنوں کے طعن و تشنیع سنے۔ لیکن ذرہ بھر لغزش نہ کھائے اور یہی کہتا چلا جائے ؎

بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مخالف بغض و تعصب میں اندھے ہو کر ہزار بار کہیں۔ کہ یہ اپنی نبوت کا دعوےٰ کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ نیا مذہب بناتا ہے۔ شریعت اسلامیہ کو ناقص قرار دیتا ہے۔ لیکن اس کا ورد یہی ہو ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد

ایسے نبی کا مبعوث ہونا یقیناً اسلامی وحدت کو کمزور کرنے والا نہیں۔ بلکہ اسے مضبوط کرنے والا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر بین الاقوامی اتحاد کو قائم کر کے اسلام کی حقانیت و صداقت کو آشکارا کرنے والا ہے کاش مسلمان کہلانے والے اپنے اختراع کردہ فلسفہ کی بجائے قرآنی فلسفہ کو سمجھیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی دینی و دنیاوی بھلائی کا سامان جمع کریں:

وما علینا الا البلاغ المبین

(محمد یار عارف مولوی فاضل سابق مبلغ انگلستان)

حضرت مسیحؑ کی وفات کے متعلق ایک حدیث کا حوالہ

باوجودیکہ یہ بات واضح کی جا چکی ہے۔ کہ غیر احمدی احمدیت کے دلائل سے عاجز آ کر کتبِ احادیث وغیرہ میں یہودیوں کی طرح تحریف کرنے پر اتر آئے ہیں۔ اور اس کی متعدد مثالیں وقتاً فوقتاً پیش کی جا چکی ہیں۔ پھر بھی بعض غیر احمدی مولوی اب تک دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔ اور احادیث کی وہ کتب پیش کر کے جن میں انہوں نے تحریف کی ہوئی ہوتی ہے۔ احمدیوں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ان میں سے وہ احادیث دکھائی جائیں۔ جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ حالانکہ یہ مطالبہ کرنے میں وہ قطعاً حق بجانب نہیں ہوتے۔

حال ہی میں ساگر میں ایک اہلحدیث مولوی سید احمد نامی کی جب ایک احمدی سے وفاتِ مسیحؑ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ تو جس وقت اس کے سامنے حدیث لو کان موسٰی و عیسٰی حیین لما وسعھما الا اتباعی پیش کی گئی۔ تو اس نے یہ الفاظ ماننے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ حدیث ان الفاظ میں کسی حدیث کی کتاب میں موجود نہیں۔ مگر یہ بالکل جھوٹ ہے یہ حدیث انہی الفاظ میں ابھی تک کئی کتب احادیث میں موجود ہے۔ گو اس میں شبہ نہیں کہ بعض کتب احادیث میں انہوں نے اس حدیث کے الفاظ میں ترمیم کر کے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام اڑا کر اپنی یہود سے مماثلت کا ایک ثبوت مہیا کیا ہوا ہے۔

چونکہ ممکن ہے۔ یہ سوال کبھی کسی اور دوست سے بھی غیر احمدی علماء کر دیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان تمام کتب کے اسماء بقید صفحات درج ذیل کر دیئے جائیں۔ جن میں اس حدیث کا ذکر آتا ہے۔

یہ حدیث الیواقیت والجواہر جزو ثانی فی المبحث الثانی والثلاثون فی ثبوت رسالۃ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مصر صفحہ ۲ و صفحہ ۲۴ میں موجود ہے۔ اسی طرح ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ کے حاشیے پر بھی ہے۔ مدارج السالکین مصنفہ امام ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ اور بشارات احمدیہ مصنفہ علی حائری شیعہ میں صفحہ ۲۴ پر بایں الفاظ موجود ہے۔ کہ لو کان موسٰی و عیسٰی فی حیاتھما لکان من اتباعہ۔ کہ اگر موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام زندہ ہوتے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سے ہوتے۔ نیز شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۹۹ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق یوں آیا ہے۔ کہ لو کان عیسٰی حیا لما وسعہ الا اتباعی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے۔ تو انہیں بجز میری اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

(خاکسار محمد صدیق۔ امرتسری)

رجسٹرڈ نوٹس بنام ماسٹر نظام الدین صاحب گجراتی

منجانب جناب قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سرحد

ماسٹر صاحب! آپ نے چند دن ہوئے توضیح الکلام فی اثبات حیات عیسٰی علیہ السلام کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ اور جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا۔ کہ اس جماعت کے امام اور متبع افراد میں اگر جرأت ہے۔ تو وہ آپ کی اس کتاب کی تردید شائع کریں اور آپ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور انعام حاصل کریں۔ ہم نے آپ کی کتاب کو بڑے غور سے پڑھا۔ آپ کے دلائل پر نظر کی۔ اور آپ کے چیلنج کو منظور کیا آپ کو بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ منظوری بھیجی۔ اور اخبار الفضل قادیان ۱۹ رمئی ۱۹۳۶ء میں بھی اسے شائع کرایا۔ اور ایک پوسٹر اور ایک دو ورقہ ٹریکٹ کے ذریعہ بھی یہی چیلنج پشاور اور بنوں سے شائع کیا گیا۔ خصوصیت سے پشاور۔ کوہاٹ۔ بنوں۔ اور دوسرے مقامات سرحد میں کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ بلکہ برادر میاں محمد یوسف صاحب احمدی ساکن پشاور نے آپ کو مسجد احمدیہ پشاور کے پاس سے گزرتے ہوئے آپ کے چند معزز ساتھیوں کے سامنے یاد دہانی کی۔ اور آپ نے اس چیلنج کی وصولی کا اقرار کیا۔ جس میں آپ سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ آپ اپنی کتاب میں سے چوٹی کے مایۂ ناز بیس دلائل منتخب کریں۔ اور ہمارے ساتھ بذریعہ تحریر مباحثہ کریں۔ اس کے لئے وہ تمام شرائط جو ہم نے مناسب سمجھے تھے۔ آپ تک پہونچا دیئے تھے۔ اور آپ سے منظوری کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ آپ کو غیرت بھی دلائی گئی تھی۔ کہ آپ چیلنج کی منظوری کے بعد خاموش نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ امر آپ کے واسطے کامل ذلت اور پوری رسوائی کا موجب ہوگا۔ اور تعین مکان وتعین تاریخ ووقت اور اسمائے ثالثان پر ہمارے نمائندہ سے گفتگو کرلیں۔ مگر آپ نے چپ ہی سادھ لی۔ ایک ماہ کامل گزر گیا ہے۔ روزمرہ احسان اخبار مطالعہ کرتے ہیں۔ اور روزمرہ کی ڈاک کا انتظار بھی کرتے ہیں۔ کہ شائد آپ کی طرف سے جواب باصواب آئے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری طرف سے چیلنج کی منظوری آپ کو کیا ملی۔ آپکو سانپ سونگھ گیا۔ آخر کیوں؟ کیا اسکی وجہ یہ تو نہیں۔ کہ یا تو آپکو بعض دانا دوستوں نے بتا دیا ہے۔ کہ آپ کے دلائل نہایت بودے اور بیہودہ ہیں۔ جن سے آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور یا آپ کو اپنا ضمیر ملامت کر رہا ہے۔ کہ یہ دلائل ہرگز ایسے نہیں جن کے سہارے جماعت احمدیہ سے مقابلہ کیا جا سکے۔ بندۂ خدا ہم نے صاف کہدیا تھا کہ ہمارے زمانہ احمدیت میں جو قریباً ۴۰ سال کا ہے۔ جس قدر لوگوں نے حیات حضرت عیسٰے علیہ السلام پر مضامین لکھے ہیں۔ ان سب میں سے یہ آپ کی کتاب نہایت لغو بیہودہ اور بودی ہے۔ آپ نے دوسرے مصنفین کے مضامین کی نقل تو کی۔ مگر چونکہ عقل نہ تھی اس لئے ان کے دلائل کو بھی بدصورت اور مسخ کر دیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنے علم سائنس کے دلائل میں سے حیات عیسٰی علیہ السلام کا ثبوت دیتے۔ مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ علم سائنس ایسے نامعقول عقیدہ کی کب تائید کر سکتا ہے۔

ماسٹر صاحب! کیا ہی بدقسمت وہ سکول اور اس کے طلباء ہیں۔ جن کا سائنس ماسٹر آپ جیسا انسان ہے۔ جو قرآن کریم اور علم سائنس کے خلاف حضرت عیسٰے علیہ السلام کی حیات کا اس کی غیر معمولی دو ہزار سالہ زندگی کا پھر زمین پر نہیں۔ بلکہ آسمان پر اس کے سکونت پذیر ہونے کا اور دو ہزار سال سے آلان کما کان رہنے کا عقیدہ رکھے۔ حالانکہ

(۱) کسی بشر کی طبعی عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے کر آج تک دو سو سال تک بھی نہیں ہوئی۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۷۵ سال تھی (دیکھو توریت پیدائش) مگر آپ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واسطے دو ہزار سال کی غیر طبعی عمر تجویز کرتے ہیں

(۲) آپ روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم بھی فرماتا ہے۔ کہ الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً۔ کہ خدا نے کسی جاندار یا بے جان چیز کو یہ قوت نہیں دی۔ کہ وہ کرہ ارض کی حدود سے نکل کر کسی دوسرے کرے میں منتقل ہو سکے۔ مگر آپ کلام اللہ اور قانون قدرت کے برخلاف حضرت عیسٰے علیہ السلام کو زمین سے زندہ آسمان پر لے جانے ہیں

(۳) آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ آج تک کوئی انسان صرف ہمالہ کی چوٹی پر جو سطح آب سے پانچ میل کے قریب بلند ہے۔ بسبب بالائی ہوا کے ہلکی ہونے کے نہیں چڑھ سکا۔ پھر حضرت عیسٰے علیہ السلام کا برخلاف اس کے کرۂ ارض سے اوپر جانا کس طرح ممکن ثابت کر سکتے ہیں۔

(۴) آپ خوب جانتے ہیں کہ انسان کے پر نہیں۔ اور نہ بغیر مادی آلہ کے بلندی پر پرواز کر سکتا ہے۔ مگر آپ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو بغیر پروں کے اور بغیر کسی آلہ کے کرۂ ہوائی میں اڑاتے ہیں۔

(۵) آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ علم سائنس کی رو سے آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ اور قرآن کریم نے بھی اس کو دخان کہا ہے۔ یعنی ایتھر قرار دیا۔ مگر آپ برخلاف آیت قرآنیہ لکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین۔ یعنی انسان کی سکونت گاہ اور سامان زیست کے حاصل کرنے کی جگہ صرف زمین ہے۔ اور فیھا تحیون وفیھا تموتون۔ یہیں انسان نے ایام حیات گزارنے ہیں۔ اور اسی میں اختتام حیات پر دفن ہونا ہے۔ آپ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو کس ٹھوس مادی آسمان پر اس جسد عنصری کے ساتھ دو ہزار سال سے سکونت پذیر بتاتے ہیں۔ جہاں اس زمینی جسم کے واسطے کوئی زمینی خوراک۔ اور آب و ہوا موجود نہیں۔

(۶) آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ جسم انسانی ایسے مادے سے بنا ہے۔ جو ہر سال ہر ماہ ہر آن اسی سنت کے ماتحت ہے۔ کہ وہ نطفہ سے بچہ۔ بچہ سے جوان۔ جوان سے ادھیڑ۔ اور ادھیڑ سے پیر فرتوت اور آخر شکار مرگ ہو جاتا ہے۔ اور آج کل اکثر لوگ سو سال کے اندر اور شاذ و نادر اس سے کچھ زیادہ عرصہ زندہ رہتے ہیں۔ مگر آپ برخلاف اس مشاہدہ اور تجربہ کے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو دو ہزار سال سے بلا تغیر و تبدل ۳۳ سالہ جوان آپ کے زعم میں دو ہزار سال قبل آسمان پر گیا تھا مانتے ہیں۔

ماسٹر صاحب! کیا ایسا انسان بھی قرآن دان یا سائنس ماسٹر کہلا سکتا ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ کے ارباب حل وعقد نے کس بناء پر آپ جیسے انسان کو ماسٹر مقرر کر رکھا ہے۔

ماسٹر صاحب! آپ کے نزدیک اور آپ جیسے منکران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حضرت احمد مسیح موعود اور آپ کے متبع افراد نہ تو مسلمان ہیں۔ اور نہ پیروان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مگر آپ لوگ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ آپ اخلاقِ حمیدہ محمدیہ کا نمونہ اور قرآن کریم کے متبع ہیں۔ پھر جبکہ آپ نے توضیح الکلام اس غرض سے لکھی۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی حیات ثابت کریں تو آپ نے برخلاف آیت قرآنیہ لاتسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوا اللّٰہ عدواً بغیر علم۔ یعنی کسی کی قابل احترام چیز کے خلاف بدزبانی مت کرو۔ کیوں بلاوجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو ناپاک الفاظ سے یاد کیا۔ اور کتاب کا کوئی صفحہ نہیں۔ جس پر آپ نے تمسخر اور بدزبانی سے کام نہیں لیا۔

آپ نے لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بے پیر تھے۔ بے استاد تھے۔ (نعوذ باللّٰہ) جھوٹے تھے۔ دجال تھے دجل وفریب سے کام لیتے تھے۔ ملحد تھے مرتد تھے۔ منافق تھے۔ جاہل مطلق تھے۔ پاگل تھے۔ فاسق تھے۔ مخبوط الحواس تھے۔ بلکہ شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتے۔ ابن اللہ ہونے کے مدعی تھے۔ ان کو حیض آتا تھا۔ خدا نے ان سے مجامعت کی ؛

اسی طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے خلاف بدزبانی کی۔ مگر اتنا فرما دیجئے۔ ان باتوں کا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے سے کیا تعلق ان سے تو محض جماعت احمدیہ کے لاکھوں معزز افراد کا دل دکھایا ان کو اشتعال دلایا۔ اور اپنی بداخلاقی و بدتمیزی اور ابن البغایا ہونے کا ثبوت دیا۔

ماسٹر صاحب۔ "توضیح الکلام" تو آپ نے دوسرے مصنفین کی کتب سے نقل کی ہے۔ مگر نقل کرنے میں بھی عقل سے کام نہیں لیا۔ اس واسطے ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ کتاب نہایت بیہودہ اور دوسرے مصنفین کی کتب کی کاسہ لیسی ہے اگر آپ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات کا ثبوت دینے سے عاجز ہیں اور یقیناً ہیں۔ تو آپ ایک جلسہ منعقد کر کے ہمیں موقعہ دیں۔ کہ ہم یہ ثابت کر دیں۔ کہ آپ کی یہ نقل کردہ کتاب بھی آپ کے علم و عقل کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ آپ سارق ہیں۔ کہ دوسروں کے مضامین اپنے نام سے شائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارا یہ مطالبہ بھی منظور کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔

ہم یہاں ان لوگوں سے جو ماسٹر نظام الدین صاحب کو علامہ زمان و فاضل دوران سمجھے ہوئے ہیں اور ان کی اناپ شناپ تحریرات اور تحریفات کو کالوحی من السماء یقین کرتے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ سے بازپرس کریں کہ جب انہوں نے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا ہے تو اب کیوں وہ رقم مطالبہ ہمارے کے موجب امپیریل بنک شاخ پٹنہ میں داخل نہیں کرتے اور کیوں ہمارے چیلنج منظور کرنے پر ہمارے ساتھ تحریری مباحثہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔

اب ماسٹر صاحب کے لئے تین صورتیں ہیں کہ یا تو وہ ہمارے شائع شدہ مطالبہ کے بموجب ہمارے ساتھ تحریری مباحثہ کر لیں۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اس جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ثابت کریں اور قرآن کریم۔ صحیحین بخاری و مسلم اور دس دلائل عقلیہ و علم طبیعات سے اس کا ثبوت دیں۔ یا صاف الفاظ میں اخبار احسان لاہور میں اعلان کر دیں کہ آپ نے جماعت احمدیہ کو چیلنج دینے میں غلطی کی اور آئندہ کے واسطے آپ کبھی ایسی بڑ نہ ہانکیں گے اور اپنی بے مائیگی تسلیم کر لیں۔

آپ کے جواب باصواب کا منتظر
چراغ الدین مولوی فاضل مبلغ سرحد

سامانہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

چونکہ بوجہ حکومت پٹیالہ کے حسن انتظام کے احرار ریاست میں کھلے طور پر اپنے مقاصد کی تکمیل سے عاجز ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایک انجمن بنام "اصلاح المسلمین" بنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف گند اچھالنا شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ایام میں اس انجمن کے زیر اہتمام محلہ امام گڑھ میں جلسے ہوئے۔ جن میں مولوی محمد رضا صاحب شیعہ اور مولوی عزیز الحسن صاحب اور مولوی علی حسن صاحب سیکرٹری انجمن مذکورہ نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ناپاک اور گندے الزامات لگا کر جماعت احمدیہ کے جذبات کو سخت مجروح کیا۔

ان کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے انجمن احمدیہ سامانہ نے اپنا ہفتہ وار تبلیغی جلسہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء کو اسی محلہ میں مرزا رفیع بیگ صاحب کے مکان پر منعقد کیا قبل از جلسہ جملہ اراکین انجمن مذکور کو دعوتی چٹھیاں لکھی گئیں۔ جن میں تقریر کے بعد سوال و جواب کے لئے کھلا وقت دینے کا اعلان کیا گیا۔ رات کو ½۹ بجے بعد تلاوت قرآن کریم و نظم کارروائی جلسہ زیر صدارت جناب قاضی منظور احمد صاحب شروع ہوئی جس میں چوہدری فضل الرحمٰن صاحب نے وفات مسیح کا ثبوت دینے کے بعد احراری معترضین کے ان اعتراضات کی تردید فرمائی۔ جو انہوں نے اپنی تقریروں میں کئے تھے۔ اور کئی انعامی چیلنج بھی دئے جنہیں قبول کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

بعد اختتام تقریر کے اعلان کیا گیا۔ کہ جس شخص نے کوئی سوال کرنا ہو وہ کر سکتا ہے اور ہم صبح تک سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا اور بارہ بجے دعا پر جلسہ برخاست کیا گیا۔
خاکسار۔ جمیل الرحمٰن از سامانہ

تلاش گمشدہ

میرا لڑکا محمد شفیع عمر قریباً ۱۱ برس چند دنوں سے مفقود الخبر ہے۔ اس کا قد پتلا اور چھوٹا ہے۔ رنگ سانولا۔ پاجامہ اور قمیص کھدر کی ہے۔ اگر کسی دوست کو ملے۔ تو اسے اپنے پاس روک کر مجھے اطلاع دیں۔

(خاکسار۔ عبد المجید خان محلہ مسجد فضل۔ قادیان)

ضرورت نقیب

مسجد احمدیہ گوجرانوالہ کے لئے ایک نقیب کی ضرورت ہے۔ تنخواہ پانچ روپیہ ماہوار ہوگی۔ اس کے علاوہ جس قدر آنا لوکل فنڈ کے لئے جمع ہو۔ اس میں سے نصف کا حقدار ہوگا۔ اور اگر وہ الفضل کی ایجنسی کا انتظام کر سکے۔ تو پانچ روپیہ ماہوار اور کما سکتا ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔ درخواستوں کے ہمراہ مقامی امیر کی سفارش کا ہونا ضروری ہے۔ اور جب تک درخواست کنندگان کو بلایا نہ جائے۔ یہاں آنے کی تکلیف نہ کریں۔

خاکسار۔ محمد بخش میر۔ امیر جماعت احمدیہ۔ گوجرانوالہ

تین نئی کتابیں ——— حجم ساڑھے تین ہزار صفحہ ——— کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ ——— قیمت صرف ۹ روپے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ وہی در بے بہا ہے جس کے لئے احباب جماعت مدت سے تمنائی تھے۔ اور ان کو حاصل کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار تھے۔ مگر ان کا قومی بک ڈپو اب یہ برائے نام ہدیہ پر ہی دیدینے کا تہیہ کر چکا ہے۔ ان علمی و روحانی جواہر پاروں کا حجم قریباً ۲ ہزار صفحہ ہوگا۔ جو چار ضخیم جلدوں میں تقسیم ہونگے۔ لکھائی چھپائی کاغذ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ دوست انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے حرزِ جان بنالیں گے۔ اور خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ان کے خود بھی خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو بھی بنائیں ؛

قیمت فی جلد صرف ڈیڑھ روپیہ ہے ؛

روئداد مقدمہ بہاولپور

یہ وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے۔ جو مولوی جلال الدین صاحب شمس نے کئی سال کی محنت کے بعد تالیف کی ہے۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی علماء کے وہ تمام مباحثات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جو مقدمہ کے دوران میں ہوئے۔ چونکہ آج کل غیر احمدی مخالف فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے نام سے ایک رسالہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے اندر تقسیم کر رہے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو بھی چاہیئے۔ کہ ان کی پھیلائی ہوئی زہر کا تریاق ان تک پہونچائیں۔ حجم بارہ سو صفحہ ہوگا اور دو جلدوں میں چھپے گی ؛

کاغذ متوسط درجہ لکھائی چھپائی عمدہ مگر قیمت صرف ایک روپیہ فی جلد لی جائے گی ؛

ذکرِ حبیبؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چشمدید حالات آپ کے پرانے خادم حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے قلم بند فرمائے ہیں۔ جو صرف پڑھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو دوست حضرت مفتی صاحب کے طرزِ تحریر سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ انکی لکھی ہوئی یہ کتاب اپنے اندر کس قدر شانِ دلربائی رکھتی ہوگی۔ پس ہر ایک وہ بھائی جو اپنے آقا و مولا کے حالات سے واقف ہونا چاہتا ہے۔ وہ اس کو خریدے اور ضرور خریدے اور ذکرِ حبیب پڑھ کر وصلِ حبیب کا لطف اٹھائے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ہوگی۔ حجم تقریباً تین سو صفحہ ہوگا کئی ایک فوٹو بھی ہوں گے۔ مگر ان خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی قیمت صرف ایک روپیہ ہوگی ؛

نوٹ:- مذکورہ بالا تینوں کتابوں کا حجم ساڑھے تین ہزار صفحہ کے قریب ہوگا۔ اور قیمت صرف ۹ روپے۔ اور اس پر بھی یہ سہولت کہ جو دوست یکمشت ۹ روپے نہ دے سکتے ہوں۔ وہ ۸ ر ماہوار کے حساب سے قیمت اپنے اپنے ہاں کے سکرٹری مال کی معرفت بھجواتے رہیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس رعائت اور سہولت سے ضرور فائدہ اٹھائیں ؛

خاکسار:- ملک فضل حسین منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

شکریہ

ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے ایک دوائی اکسیر تسہیل ولادت ایجاد کی ہے۔ میں نے اپنے گھر میں استعمال کرا کر دیکھی ہے۔ واقعی اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ اور ولادت کی مشکل گھڑیوں کو سچ مچ سہل کر دیتی ہے۔ یہ چند الفاظ میں صرف صنفِ نازک کی ہمدردی اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے شکریہ کے لئے بغیر ان کی خواہش کے شائع کرا رہا ہوں۔ تا ضرورتمند ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ قیمت مع محصولڈاک دو روپے آٹھ آنے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔ خاکسار ظفر محمد مولوی فاضل قادیان

پتہ یہ ہے:- **منیجر شفاخانہ دلپذیر۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور**

محافظ جنین

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

اسقاطِ حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار رہوتے ہیں۔ سبز پیلے۔ دست۔ قے۔ پیچش۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ اور خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاطِ حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے مونہہ دیکھنے کو ترستے رہے! اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد خلیفہ مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلقِ خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اور مضبوط اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولے ہے۔ یکدم منگوانے پر لعہ روپیہ علاوہ محصولڈاک ؛

المشتہر:- حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

داخلہ

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں نئے طلباء کا داخلہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء سے ۴ اگست ۱۹۳۶ء تک ہوگا۔ لہذا داخلہ کی درخواستیں بنام پرنسپل طبیہ کالج علی گڑھ ۱۵ جولائی ۱۹۳۶ء تک پہونچ جانی چاہئیں۔ اور امیدوار کو دفتر کی جانب سے مقرر کی ہوئی تاریخ پر کالج میں حاضر ہونا چاہیئے۔ مقررہ تعداد کے پورا ہونے کے بعد کسی طالب علم کا داخلہ نہ کیا جائے گا۔ پراسپکٹس پرنسپل طبیہ کالج کے دفتر سے مفت طلب کیجئے ؛

عطاء اللہ بٹ پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کلکتہ ۱۴ جون۔ گذشتہ شام ضلع بنکورا میں زبردست طوفان باد و باراں آیا۔ جس نے علاقہ میں سخت تباہی مچائی۔ درخت گرنے سے بہت لوگ مجروح ہو گئے۔

کراچی ۱۴ جون۔ سندھ مشاورتی کونسل میں ان محکمہ جات پر بحث ہوئی جن کا تعلق تعمیری کاموں سے ہے۔ کونسل کی بحث و تمحیص کے بعد ہندوؤں نے اپنے مطالبات کو نہایت شد و مد سے پیش کیا۔ اور مسلمانوں نے حکومت کو اس بنا پر مورد الزام بنایا کہ ملازمتوں میں ان کا تناسب نہایت کم ہے۔

امرتسر ۱۴ جون۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نامعلوم شخص نے ریلوے اسٹیشن امرتسر کے قریب پمفلٹ "لال ڈھنڈورا" نمبر ۴ اور نمبر ۵ کثیر تعداد میں تقسیم کیا۔ ان اشتہارات کو حکومت ہند نے خلاف قانون قرار دے رکھا ہے کہا جاتا ہے کہ اشتہار تقسیم کرنے کے بعد تقسیم کنندہ غائب ہو گیا۔

لاہور ۱۴ جون۔ لوگ یہ خبر سن کر بہت محظوظ ہونگے۔ کہ خانصاحب ابو الاثر حفیظ جالندہری نے اپنے آبائی وطن جالندہر کی طرف سے آئندہ پنجاب اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑا ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

گیور بھلہ ۱۴ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلطان پور لودھی کے ہریجنوں نے درخواست کی تھی۔ کہ سیتلا مندر کے دروازہ کو ان کے لئے کھول دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے مہاراجہ صاحب نے بھی حکام سے ملاقات کی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ پیشتر مندر کے دو دروازے تھے۔ ایک دروازہ حاجی ہندوؤں کے لئے اور دوسرا ہریجنوں کے لئے مخصوص تھا۔ مگر بعد میں اس دروازہ کو بند کر دیا گیا تھا مہاراجہ دل کی خواہش ہے کہ وہی دروازہ ہریجنوں کے لئے پھر کھول دیا جائے۔ تاکہ وہ حاجی ہندوؤں کے دروازہ میں سے داخل نہ ہو سکیں

گوجرانوالہ ۱۴ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ آئندہ پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور گوجرانوالہ کے غیر مسلم دیہاتی حلقے سے بطور امیدوار کھڑے ہونگے

کوچ بہار ۱۴ جون۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کوچ بہار کی ہمشیرہ شہزادی ایلا دیوی کی شادی ہز ہائی نس مہاراجہ تریپورہ کے چچا زاد بھائی سے ہوئی ہے یہ پہلا موقع ہے کہ

بنگال کے دو حکمران خاندان اس طرح باہمی رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ہیں۔

ناسک ۱۴ جون۔ ناسک کی اچھوت اقوام میں اس خبر سے بے حد ہیجان پیدا ہو گیا ہے کہ ان کے لیڈر مسٹر بی داتی رکن ناسک تعلقہ بورڈ کی ایک گاؤں کے ساتھی دیہاتیوں نے توہین کی۔ اور ان کی بیوی کے پاؤں سے چپل اتروا کر زبردستی جلتی دھوپ میں پیدل چلایا۔ واقعات یوں ہیں کہ مسٹر داتی اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک گاؤں میں جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں دیہاتیوں کے ایک گروہ نے روک لیا۔ اور کہا۔ کہ ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے پاس سے کوئی اچھوت خواہ وہ عورت ہو یا مرد جوتا پہن کر گزرے۔ کیونکہ یہ ہمارے مذہب کی توہین ہے۔

رنگون ۱۴ جون۔ برما کے ایک علاقہ میں ایسے پرندوں کی آماجگاہ کا انکشاف ہوا ہے جو بالکل بے بال و پر ہیں۔ ان پرندوں میں ایک مرغی اور ۱۲ بچے ایسے ہیں۔ جو نہ صرف بال و پر نہیں رکھتے۔ بلکہ دُم سے بھی آزاد ہیں۔ حکومت کے ارباب حل و عقد نے ان کو رنگون کے چڑیا گھر میں مقید رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کلکتہ ۱۴ جون۔ آج یہاں اشتراکیت پسند جماعتوں کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا جس میں ۱۹ جون کو یوم فلسطین منانے کا فیصلہ کیا گیا۔

بمبئی ۱۴ جون۔ امتحان میٹرکولیشن میں ناکام رہنے والے طلبا نے فیصلہ کیا ہے کہ کل سہ پہر کو جب بمبئی یونیورسٹی کے سینیٹ کا اجلاس منعقد ہوگا۔ تو وہاں ایک جلوس کی صورت میں جا کر مظاہرہ کریں۔ ان کے اس مظاہرے کا مقصد اس بات کے خلاف احتجاج کرنا ہے کہ اس دفعہ امتحان میں پرچے بہت مشکل آئے ہیں اور اسی وجہ سے پاس ہونے والے طلباء کی اوسط بہت کم ہے۔

امرتسر ۱۴ جون۔ شہر کے مختلف حصوں سے ریاست جموں و کشمیر کے پہاڑی مزدوروں کی نعشیں برآمد ہوئی ہیں جس سے لوگوں میں سنسنی پھیل گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کسی منظم سازش کا نتیجہ ہے۔

قاہرہ ۱۴ جون۔ کابینہ مصر نے فیصلہ کیا ہے کہ مصر کو بین الاقوامی لیبر آفس میں شرکت اختیار کر لینی چاہیئے۔

میڈرڈ ۱۴ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہسپانیہ کی تمام کوئلے کی کانوں میں ہڑتال کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مزدوروں کا مطالبہ ہے۔ کہ جدید کابینہ کے وزیر مال اور وزیر عمال کو علیحدہ کر کے نئے وزراء مقرر کئے جائیں بعض مقامات کے نمائندگان نے حکومت کو مطلع کیا ہے کہ اگر ان کا مطالبہ پورا نہ کیا گیا۔ تو وہ ہڑتال شروع کر دیں گے۔

لنڈن ۱۴ جون۔ اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" کے نامہ نگار نے جبوتی سے برقیہ ارسال کیا ہے کہ اس پر سے اطالوی سنسر اٹھا لیا گیا ہے۔ لیکن حبشہ میں ابھی تک امن قائم نہیں ہوا۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے۔ کہ اطالویوں کو ادیس آبابا سے آگے بڑھنے اور ملک کے باقی حصہ میں داخل ہونے کی جرأت نہیں ہوئی ان کا تسلط تاحال صوبہ گوجام تک محدود ہے حبشی سرکار اور خبر رساں ملازم ملک میں خوب زور شور سے اطالویوں کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے ہیں سنا گیا ہے کہ ڈیسی کی سڑک کے آس پاس پہاڑی علاقوں میں بھی حبشی فوج جمع ہو رہی ہے

پشاور ۱۴ جون۔ گذشتہ جمعہ کابل کے سرکردہ تاجروں کے وفد نے لنڈی کوتل کے پولیٹیکل ایجنٹ کے ساتھ ملاقات کی اور سرحدی علاقہ کے آفریدیوں اور شنواریوں کے خلاف سخت شکایت کی اور کہا۔ کہ ان کی جارحانہ سرگرمیاں ناقابل برداشت ہو گئی ہیں پولیٹیکل ایجنٹ نے انہیں اطمینان دلایا۔ چنانچہ ان کے اطمینان دلانے پر انہوں نے مال کی لاریاں بھیج دیں لیکن راستہ میں آفریدیوں اور شنواریوں نے لاریوں کو روک لیا۔ اور ڈرائیوروں کو مجروح کر دیا۔ اب تاجروں نے گورنر پولیٹیکل اور پشاور کو حملہ آوروں کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے برقیہ ارسال کیا ہے۔

لنڈن ۱۴ جون۔ پرسوں وزارت کی طرف سے جو اعلان شائع ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بیکاروں کی تعداد میں مئی تک اچھی خاصی کمی واقع ہو گئی ہے۔ تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کہ ۲۵ مئی تک برطانیہ میں ۱۶ سال سے لے کر ۶۴ سال تک بر سر روزگار اشخاص کی تعداد ۱۰۸۳۱۰۰۰ تھی۔ اس میں سے ۲۷ اپریل کو ۱۹۰۰۰ کا اضافہ ہوا۔

لنڈن ۱۴ جون۔ دار العوام میں وزیر نوآبادیات نے بیان کیا۔ کہ حکومت جزائر غرب الہند کے ساتھ فضائی آمد و رفت کا تعلق قائم کرنے کی سکیم پر غور کر رہی ہے لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی قطعی بیان نہیں دیا جا سکتا۔

نئی دہلی ۱۴ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ڈاکٹر انصاری کے بھتیجے ڈاکٹر شوکت انصاری کو جو گذشتہ بارہ سال سے پیرس میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہے تھے حال میں یونیورسٹی نے ایم ڈی کی ڈگری دی ہے آپ عنقریب دہلی آکر اپنا کاروبار شروع کر دیں گے۔

برسلز ۱۴ جون۔ بیلجیم میں لیج کی بعض کانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے اس وقت تک ایک ہزار آدمیوں نے کام چھوڑ دیا ہے۔ ایک مقام کی پانچ کانوں کے آدمی پہلے ہی کام چھوڑ چکے ہیں۔

جبل پور ۱۴ جون۔ بلا ٹکٹ سفر کے انسداد کے لئے جبل پور ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ایک مجسٹریٹ کی عدالت قائم کی گئی۔ جس کے سامنے ایسے اشخاص پیش کئے گئے۔ جو ٹکٹ کے بغیر سفر کرتے ہوئے گرفتار کئے گئے تھے۔ پہلے دن ہی محکمہ ریلوے کو ۹۰ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ اس کامیاب تجربہ کے بعد اب ریلوے حکام اس تجویز پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ کہ ہفتہ میں تین مرتبہ ریلوے پلیٹ فارم پر مجسٹریٹ کی عدالت لگائی جائے

سیلگری ۱۴ جون۔ لفٹیننٹ کرنل ایم ایچ ایم فرخ کی بیوہ مسز زبیدہ فرخ نے اس سال کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ آپ چار بچوں کی والدہ ہیں اور شمالی بنگال کی پہلی مسلم خاتون ہیں۔ جنہوں نے یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی ہے۔ اس طرح کلکتہ یونیورسٹی سے تین اور طالبات نے جو چار چار بچوں کی مائیں ہیں بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی